بسم اللہ الرحمن الرحیم

كلمة المدير

ملکی سالمیت اور اس کے تقاضے

اقتدار کی حرص اور منصب کا لالچ انسان کو اس قدر اندھا کر دیتا ہے کہ اسے کسی چیز کی حقیقت نظر نہیں آتی بلکہ ذاتی مفادات کی عینک اور مخصوص زاویئے سے ہی وہ ہر چیز کو دیکھتا اور پرکھتا ہے اور اسی بات پر اصرار کرتا ہے جس سے اس کے مفادات وابستہ ہوں۔ اقتدار کو تحفظ دینے کیلئے حقائق کے برعکس ان عناصر کی حمایت کرتا ہے جو کسی نہ کسی شکل میں اس کے اقتدار کیلئے سہارا ہوں۔ انسان کی غلامی کی بدترین شکل اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے ضمیر کی سچائی کے خلاف خود جھوٹی گواہی دے رہا ہو۔ اقتدار حاصل کرنے اور اس کے مزے لوٹنے کا شوق تو اکثر لوگوں کو ہے لیکن اس کا حق ادا کرنے کی توفیق شاید کسی کو حاصل ہو؟ کیا صاحب اقتدار کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ اپنی رعایا کے حقوق کا تحفظ کرے، بھوکے کو کھانا کھلائے، عریاں کو لباس پہنائے، بے گھر کو چھت فراہم کرے، مظلوم کی دادرسی کرے، جرائم کی روک تھام کیلئے مجرموں کو قرار واقعی سزا دے۔ انصاف فراہم کرے، دشمنوں سے عوام کے مال و جان کو تحفظ دے۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو اسے اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ انصاف اور حق تو یہی ہے کہ اسے فوراً اقتدار سے الگ ہو جانا چاہئے۔

پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جو لاکھوں قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا۔ رعایا کی اولین ضرورت جان و مال کا تحفظ اور امن وامان ہے۔ خصوصاً ان حالات میں جبکہ حکومت خود اس بات کی دعویدار ہے کہ وہ پوری دنیا سے دہشت گردی اور تخریب کاری کو ختم کرنے میں معاون و مددگار ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ان کے اپنے باشندے آئے دن دہشت گردی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور خصوصاً باجوڑ میں نہتے بے گناہ معصوم بچوں اور عورتوں پر میزائل داغ کر امریکہ نے ان کی وفاؤں کا بہترین صلہ دیا ہے۔ اس کربناک واقعے کا المناک پہلو یہ ہے کہ امریکہ اب بھی اس وحشیانہ کاروائی پر شرمندہ نہیں ہے۔ بلکہ مزید حملوں کی پیشین گوئی کی ہے اور پاکستان کو یہ احساس دلایا ہے کہ انہیں بھی دہشت گردوں سے شدید خطرات ہیں۔ پوری دنیا یہ جانتی ہے کہ باجوڑ کے اس حملے میں بچوں اور عورتوں کو نشانہ بنایا گیا۔ وہاں نہ تو کوئی تخریب کار تھا اور نہ ہی کسی دہشت گرد کو نقصان پہنچا۔ حکومت نے بھی ایک ایسا موقف اختیار کیا ہے جس سے ان کے آقا ناراض نہ ہوں چونکہ امریکہ کی ناراضگی اقتدار سے محرومی کا ذریعہ ہے لہٰذا کون اتنا بڑا رسک لے سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں ملکی سالمیت کو شدید خطرہ ہے۔ امریکہ بہادر جب چاہے جہاں چاہے میزائل داغ سکتا ہے اور جس کیلئے اس کے پاس یہ دلیل ہے کہ القائدہ کے راہنما یا بعض دہشت گردوں کی یہاں نشاندہی ہوئی تھی، آخر یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟

ہم صاحب اقتدار حضرات سے گذارش کریں گے کہ وہ اپنے وطن اور عوام کے وفادار بنیں انہیں یہیں سے تحفظ ملے گا۔ اپنوں سے بے وفائی اور غداری اور اغیار سے وفا کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں کر سکتی۔ ورنہ میر جعفر اور میر صادق کا عبرتناک انجام ان کیلئے کافی ہے۔

ملکی سالمیت کے تقاضے ہیں کہ وہ اس ملک کی فکری ونظریاتی سرحدوں کے ساتھ رعایا کو بھی مکمل تحفظ فراہم کریں۔ اور کسی بھی ملک کو خواہ وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو اپنے ملک کی سالمیت کے خلاف قدم اٹھانے کی اجازت نہ دیں۔ پاکستان کے اندرونی معاملات میں ان کی مداخلت آئندہ بڑی کاروائی کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا آج کے بعد جو بھی جارح ایسی حرکت کرے اسے منہ توڑ جواب دیا جائے، ایسی صورت میں پوری قوم آپ کے ساتھ ہے۔

منیٰ کا المناک حادثہ

سعودی حکومت نے امسال بھی حج کے موقعہ پر بے مثال انتظامات کئے تھے۔ حجاج کرام کی بنیادی ضرورتوں کا وافر انتظام موجود تھا۔ خصوصاً، خیمے، ٹرانسپورٹ، پانی، بیت الخلاء، ہسپتال اور ابتدائی طبی مراکز، راہنمائی کیلئے جگہ جگہ کیمپ اور امن وامان کیلئے سیکورٹی اہلکاروں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ ۸ ذی الحجہ سے لیکر ۱۱ ذی الحجہ تک تمام مراحل بخیر وخوبی مکمل ہوئے لیکن ۱۲ ذی الحجہ کو بعد دوپہر جمرات پر کنکریاں مارتے ہوئے نہایت المناک حادثہ رونما ہوا۔ اور بھگدڑ میں ۴۰۰ سے زائد حجاج کرام جاں بحق ہوئے جبکہ ہزار سے زائد شدید زخمی ہوئے۔ ان میں پینتالیس حجاج کا تعلق پاکستان سے ہے۔

سعودی حکومت کی وزارت داخلہ نے حادثے کی ذمہ داری حجاج پر عائد کی ہے جو اپنے سامان سمیت کنکریاں مارنے جمرات پر جمع ہوئے۔ وجوہات کچھ بھی ہوں لیکن یہ ایک بھیانک انسانی المیہ ہے کہ ایک مقدس فریضہ سرانجام دیتے ہوئے چارسو حجاج اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ہزاروں اپاہج اور معذور ہوگئے۔

اس میں شک نہیں کہ حجاج کی ناقص منصوبہ بندی، جلد بازی، افراتفری سے ہی یہ واقعات رونما ہوتے ہیں۔ اور ہر سال ایسے روح فرسا واقعات سامنے آتے ہیں جن سے قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان حادثات کی روک تھام کیلئے بہتر منصوبہ بندی کی جائے سالہا سال کے تجربات اور واقعات سے اصل اسباب معلوم کئے جائیں۔ ان کی روشنی میں حجاج کرام کی بہتر تربیت کا اہتمام کیا جائے، نیز حج کے دوران تجربہ کار گائیڈ اور معلم فراہم کئے جائیں، جن کی راہنمائی میں حجاج مناسک حج ادا کریں۔ دنیا بھر سے آنے والے تمام حجاج مختلف معلموں میں تقسیم ہوجاتے ہیں۔ ایک معلم کے پاس سات سے دس ہزار تک حجاج ہوتے ہیں۔ جو ان کیلئے ٹرانسپورٹ، رہائش، منیٰ میں خیمے، منیٰ سے عرفات اور واپسی کے تمام انتظامات کرتا ہے۔ اگر یہی معلم ان حجاج کی رہنمائی کیلئے گائیڈ بھی مقرر کرے جو انہیں مختلف مقامات پر لے کر جائیں اور صحیح راستہ اختیار کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ تمام حجاج بخیر وعافیت مناسک حج ادا نہ کرسکیں۔

اسی طرح وہ حجاج جو کسی معلم کے تابع نہیں ہیں ان کے قیام کیلئے الگ خیمہ بستیاں قائم کرنی چاہئیں اور ان تمام حجاج کو مجبور کیا جائے کہ وہ سڑکوں پر قیام نہ کریں بلکہ ان خیمہ بستیوں میں ٹھہریں۔ اس سے راستوں میں کشادگی پیدا ہوگی اور پیدل چلنے والوں کیلئے کوئی مشکل نہیں ہوگی۔

علاوہ ازیں جمرات پر کنکریاں مارنے کے وقت اور اسی طرح قربان گاہوں میں آتے وقت کوئی حاجی سامان لیکر نہ جائے، خالی ہاتھ ہوں تاکہ مناسک کی ادائیگی میں آسانی ہو۔ قدم قدم پر سیکورٹی اہلکار اس پر عمل کرائیں اور حجاج کو نظم وضبط کا پابند بنائیں۔

امید ہے ایسی صورت میں ایسے المناک واقعات رونما نہیں ہونگے۔

ممتاز شاعر اور نعت گو مولانا علیم ناصری کا سانحہ ارتحال

پاکستان کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ ممتاز ادیب، شاعر اور نعت گو مولانا علیم ناصری طویل علالت کے بعد رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا شمار بلند پایہ علماء میں ہوتا تھا، عالم باعمل تھے، بہت سادہ مگر جہاں دیدہ تھے۔ ادیبوں اور شاعروں میں آپ کا نام بڑے احترام سے لیا جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ گہری محبت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے نعت کہنی شروع کی اور پورے خلوص اور انہماک کے ساتھ نعت لکھی اور کئی مجموعے شائع ہوئے۔ اعلیٰ معیار اور عمدہ نعت کی بدولت آپ کو صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ آپ کے صاحبزادے جناب خالد علیم ناصری بھی اپنے والد کے نقش قدم پر نعت گو ہیں۔ انہیں بھی نعت گوئی میں صدارتی ایوارڈ ملا ہے۔ پاکستان کا یہ منفرد واقعہ ہے کہ باپ بیٹے کو نعت گوئی میں صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا ہو۔ مولانا مرحوم نہایت شریف النفس اور ملنسار تھے۔ ان کی رحلت سے ہم سب ایک بہترین نعت گو اور عالم دین سے محروم ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی خدمات کو قبول فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

ادارہ جامعہ ان کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور بلندی درجات کیلئے دعا گو ہے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ